پاکستان میں تدوینِ ڈرامہ، روایت اور اہمیت

ڈاکٹر محمد سلمان بھٹی
اسسٹنٹ پروفیسر
یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لوئر مال کیمپس لاہور۔
حافظ عدیل سلطان
ایم فل سکالر، شعبہ اُردو
یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لوئر مال کیمپس، لاہور۔

Abstract

First step for the editing of classic dramas in Pakistan was taken by Imtyaz Ali Taj. and Majlis-e-Traqi-e-Adab published this work. Imtyaz Ali Taj prepared a sketch of editing one hudred dramas, fifty of these were edited by Imtyaz Ali Taj, Waqar Azeem and Ishrat Rehmani respectively, whereas Mirza Adeeb edited eight dramas of Rafi Peer(which are not incleuded in Imtyaz Ali Taj's sketch). Editing of dramas written after the partition (In Pakistan) is inevitable alongwith the editing of remaining dramas included in Imtyaz Ali Taj's sketch. Fortunately,dramas of few renowned drama writers are safe with Alhamra Arts Council, whereas manuscripts have been wasted due to the criminal negligence of Punjab Arts Counsil. It is need of the hour that people having relevance to this art should pay attention of drama editing.

اردو ڈرامے کا جنم غیر منقسم ہندوستان میں ہوا۔ یہاں یہ ذکر تو بے جا نہ ہوگا کہ ڈرامے کی ابتدا ہی سے اس کے ساتھ ناروا سلوک ہوتا چلا آیا ہے۔ ادیبوں نے اس پر طبع آزمائی کرنا اکسر شان سمجھا۔ پڑھے لکھے، تربیت یافتہ اور تہذیب یافتہ افراد نے بھی اس جانب زیادہ توجہ صرف نہ کی۔ یہاں اس سے بحث نہیں کہ وہ کیا وجوہات تھیں جن کی بدولت اُردو ڈرامہ دیگر اصناف کے مقابلے میں اُس صحت مندی کے ساتھ پروان نہیں چڑھ سکا جیسے افسانہ، مختصر افسانہ، ناول اور ناولٹ پروان چڑھے۔ اس ناروا سلوک کی وجہ سے اردو ڈرامے کی تاریخ ابہام کے دفتر میں دب کر رہ گئی۔ کلاسیکی اُردو ڈراموں اور حتیٰ کہ ۶۰، ۷۰ سال قبل تحریر کیے گیے ڈراموں تک بھی ہماری رسائی کیوں

نہیں۔اس کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے چند ذیل میں درج ہیں :

۱۔ کئی کلاسیکی ڈرامے شایع نہیں ہوئے اور جو کلاسیکی ڈرامے شایع ہوئے انہیں نہ تو محفوظ کیا گیا اور نہ ہی از سرِ نو طبع کیا گیا۔

۲۔ تقسیم کے بعد اُردو ڈرامے کی اشاعت کی جانب بھی کوئی خاص توجہ صرف نہ کی گئی۔ جو ڈرامے طبع ہوئے وہ بھی زیادہ تر ذاتی مساعی کی بدولت طبع ہوئے۔

۳۔ تقسیم کے بعد جو ڈرامے تحریر کیے گیے اُن میں سے کئی دست بردِ زمانہ کی نذر ہو گیے۔ کسی ادارے نے انہیں محفوظ کرنے کی ذمہ داری قبول نہ کی۔

۴۔ زیورِ طباعت سے آراستہ ہونے والے کلاسیکی ڈراموں کے متن یا تو بہت مشکل تھے یا غیر صحت مند۔ اس لیے انہیں لائق توجہ نہیں سمجھا گیا۔ اس کی بھی تین وجوہات ہو سکتی ہیں:

(اول) مدونین کی اصل مسودات تک رسائی نہ تھی، بس سینہ بہ سینہ چلی آنے والی روایات ہی سے استفادہ کیا گیا۔

(دوم) کچھ ڈرامے خلاصہ سن کر لکھ ڈالے اور شایع کروا دیے۔

(سوم) تھیئٹر کمپنیوں کے مالکوں نے معروف ڈراموں کو مختلف منشیوں سے از سرِ نو لکھوایا۔ اس لیے متن میں کئی تبدیلیاں در آئیں۔

ناقدین کے لیے بھی کلاسیکی ڈراموں سے متعلق تنقید یا کوئی مستند رائے قائم کرنا بہت دشوار رہا ہے اور اس کی وجہ متن کا ناقص ہونا تھا۔ اس نقص کی وجوہ بیان کرتے ہوئے امتیاز علی تاج لکھتے ہیں:

> ''ہوتا عموماً یوں تھا کہ کمپنی کا کوئی ایکٹر، جسے سارا ڈراما ازبر ہوتا چند روپوں کے معاوضے میں بعض چھوٹے اور غیر ذمہ دار کتب فروشوں کے منشیوں کو ڈراما بول کر لکھوا دیتا تھا ایکٹروں اور منشیوں کی استعداد، عموماً خواندگی کی حد سے زیادہ نہ ہوتی تھی، چناں چہ دونوں کے تعاون سے (جو مسودہ تیار ہوتا) اس میں زبان اور املا کی غلطیاں بہت زیادہ ہوتی تھیں، پھر ڈراما طبع ہوتا تو اُس میں کتابت کی غلطیوں کا اضافہ ہوتا۔ اُن تاجرانِ کتب کو کاپیاں پروف دیکھنے کی ضرورت کا مطلق احساس نہ تھا، چناچہ ڈراما چھپتا تو اغلاط کی پوٹ ہوتا اور ہر نیا ایڈیشن پرانی غلطیوں میں نئی غلطیوں کا اضافہ کرتا چلا جاتا۔''(۱)

بہر طور اُردو ڈرامہ مختلف مدارج طے کرتا رہا اس کی ادبی حیثیت کا ادراک بہت کم کیا گیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد قسمت نے یاوری کی اور ڈراموں کی تدوین کی ایک صورت نکلی۔ ۱۹۵۳ء میں جامعہ پنجاب نے ایم۔اے اُردو میں ڈرامہ کے پرچے کے لیے سید امتیاز علی تاج کو ممتحن مقرر کیا۔ پرچے کے سوالات کے سطحی جوابات نے انہیں حیران کر دیا۔ اس صورتحال کے پیشِ نظر امتیاز علی تاج نے اساتذہ سے رابطے بھی کیے، امتیاز علی تاج کہتے ہیں:

''کالج کے (جو پروفیسر) اردو ڈراما پڑھاتے ہیں، میں نے انہیں اس طرف توجہ دلائی تو ان میں سے تقریباً ہر ایک نے مجھ سے یہی کہا کہ ڈراما ادب کی ایک اہم صنف کی حیثیت سے اردو نصاب میں شامل تو کر لیا گیا ہے، لیکن اس کے متعلق تمام حالات اس قدر تاریکی میں ہیں کہ طلبہ تو ایک طرف، خود ہمیں ڈرامے کے متعلق نہایت ضروری معلومات حاصل نہیں'' (۲)

امتیاز علی تاج کو اساتذہ کی جانب سے موصول ہونے والے تحفظات کچھ یوں تھے:

۱: ڈرامے کے متعلق تاریخی معلومات پر تاریکی کی دبیز تہہ چڑھ چکی ہے۔ طلبہ تو ایک طرف ہم اساتذہ کو بھی ڈرامائی ادب سے متعلق اہم معلومات دستیاب نہیں۔

۲: اردو ادب کی تاریخ سے ہٹ کر ڈرامے اور اس کی تاریخ سے متعلق علیحدہ سے کوئی مستند ایڈیشن شایع نہیں کیے گیے۔

۳: جو غلط سلط ڈرامے تقسیم سے قبل شایع ہوئے بدقسمتی سے وہ بھی ناپید ہیں۔

۴: ڈرامے پر کوئی معیاری تنقیدی کتب بھی موجود نہیں۔

اِن شکایات نے اردو ڈراموں کی تدوین وطبع کی خواہش اُن کے دل ودماغ میں بٹھا دی۔ امتیاز علی تاج کو بچپن ہی سے ڈرامے سے لگاؤ تھا اور اس لگاؤ اور دلچسپی کے باعث وہ کئی ڈرامے محفوظ بھی کر چکے تھے۔ لیکن ان کی یہ خواہش کچھ مصروفیات کے باعث پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکی ۔ لیکن امریکن ڈرامے کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے اُردو ڈرامے کی تدوین کی خواہش نے پھر سے کروٹ لی۔ اس صورتحال کے پیش نظر امیتاز علی تاج نے ۱۰ مئی ۱۹۵۷ء کو صدر مجلس ترقی ادب، لاہور کو ایک خاکہ پیش کیا جس میں ڈرامے کے طلبہ اور ڈرامہ نگاروں کو مستقبل میں درپیش مشکلات کے امکانات کے پیش نظر یہ بتایا گیا کہ:

''اس قسم کی ضرورتوں کے احساس سے اور یہ دیکھ کر کہ اردو ڈرامے روز بہ روز نایاب ہوتے چلے جا رہے ہیں اور کچھ عرصہ بعد شاید گم ہو جائیں۔ مجھے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اپنی دوسری مصروفیات کو ترک کر کے، سب سے پہلے، اس کام کی طرف توجہ کروں''۔ (۳)

امتیاز علی تاج نے اسی خاکے میں پرانے چھپے ہوئے اردو ڈراموں کی اغلاط کی نشاندہی کے بعد ڈرامے سے اپنی دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے خاکہ پیش کیا جو ڈراموں کی تدوین کے حوالے سے انہوں نے تیار کر رکھا تھا۔ اس خاکہ کی اہمیت اس لیے بھی مسلم ہے کہ یہ پاکستان میں ڈرامے کی تدوین کے حوالے سے پہلا عملی قدم تھا، اور اسی خاکہ کی طرز پر پروفیسر سید وقار عظیم، عشرت رحمانی، میرزا ادیب نے بھی ڈراموں کی تدوین کے سلسلے میں خدمات انجام دیں۔ امتیاز علی تاج کے پیش کردہ خاکے کی اہمیت کو مدّنظر رکھتے ہوئے اسے یہاں نقل کرنا بھی ضروری ہے۔ یہ خاکہ مستقبل میں بھی تدوین ڈرامہ کے حوالے سے خدمات انجام دینے والے مدونین اور محققین کے لیے کسی حد تک معاون ثابت ہوسکتا ہے:

''۱۔ لکھنؤ کی اندر سبھائیں:

اس کتاب میں ایک مفصل مقدمہ ہوگا، جس میں اس زمانے کا اقتصادی، تمدنی اور ادبی پس منظر بیان کر کے، تاریخوں کے تعین کے ساتھ بحث ہوگی کہ واجد علی شاہ کے زمانے میں اردو ڈراما کیوں کر وجود میں آیا؟ لکھنؤ کی اندر سبھاؤں کی خصوصیات کیا تھیں اور وہ سٹیج پر کیوں کر پیش کی جاتی تھیں؟ اس کے ساتھ واجد علی شاہ کی ابتدائی کوششوں کے نمونے، اُن کی اُن مثنویوں کا تذکرہ، جن کے اُنھوں نے رَہس تیار کیے۔ امانت کی اِندر سبھا، مداری لال کی اِندر سبھا، افسوس کی بزمِ سلیمان اور جشنِ پرستان۔

۲۔ بمبئی کے مقبول و معروف اُردو ناٹک:

اس کتاب کے مقدمے میں یورپین امیچورز کے اُن تماشوں کا ذکر ہوگا، جو ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی سے پہلے بمبئی میں پیش کیے گئے۔ اُن سے متاثر ہو کر شوقیہ کام کرنے والوں نے جو ابتدائی کھیل پہلے کنٹری، پھر گجراتی اور اس کے بعد اردو میں لکھے اور جو شائع نہیں ہوئے، اُن کے نام اور اُن کے سٹیج پر پیش ہونے کے جتنے بھی حالات محفوظ ہیں، ان کا تذکرہ ہوگا۔ اُس کے بعد یہ کام پارسی پیشہ وروں نے سنبھال لیا۔ اُردو کے شاعر اور مصنف ملازم رکھ کر اُن سے انگریزی ڈراموں کے ڈھنگ پر، اردو میں ڈرامے لکھوانے کی کوششیں کیں۔ اُن ڈراموں اور ڈراما نویسوں اور اُن کے سٹیج کے کارناموں پر سیر حاصل بحث ہوگی۔ اس بات کا تعین ہوگا کہ ایک ہی نام کے کئی ڈراموں میں سے پہلا کس نے لکھا اور بعد میں کس کس نے اُن میں کیا کیا تبدیلیاں کیں اور کیوں کیں؟ وغیرہ۔ اس کتاب میں، جو شاید ایک سے زیادہ حصوں میں شائع ہوگی۔ مندرجہ ذیل ڈرامے ہوں گے۔

۱۔ ایدل جی جمشید جی کھوری کے خورشید اور نور جہاں: مطبوعہ ۱۸۷۳ء

۲۔ خان بہادر نسروان جی آرام کے لعل و گوہر: مطبوعہ ۱۸۷۳ء۔ خاتم: مطبوعہ ۱۸۷۲ء۔ گل بہ صنوبر چہ کرد، نثر کا ڈراما: مطبوعہ ۱۸۷۳ء۔ بے نظیر بدر منیر: مطبوعہ ۱۸۷۳ء

۳۔ محمود میاں رونق کے انصاف محمود شاہ غزنوی: مطبوعہ ۱۸۷۳ء۔ سانحہ دل گیر عرف رانجھا ہیر: مطبوعہ ۱۸۷۶ء۔ خونِ عاشق۔ مطبوعہ ۱۸۸۶ء

۴۔ ظریف پر ایک نوٹ کہ وہ ڈراما نویس نہیں تھے، بل کہ بمبئی کے ایک پبلشر کے ایڈیٹر تھے۔

۵۔ الف۔ خان حباب رام پوری کے غزالہ ماہ رو جشن کنور سین۔

۶۔ کریم الدین کریم دہلوی کا چتر ابکاؤلی: مطبوعہ ۱۸۸۶ء اور ستم گراں: مطبوعہ ۱۸۸۶ء

۷۔ مراد علی مراد لکھنوی کا دھوپ چھانو: مطبوعہ ۱۸۹۲ء اور آبِ ابلیس: مطبوعہ ۱۸۹۴ء

۸۔ عبداللہ بیگ کا شکنتلا

۹۔ نظیر بیگ کا اندھیر نگری

۱۰۔ سید میر عباس علی کا گل رُوز رینہ اور جامِ جہاں نما

۱۱۔ حکیم نظامی کا داغِ حسرت

۱۲۔ فائق کا راجا بھرتری

۱۳۔ نامعلوم کا کنک تارا

نوٹ: مندرجہ بالا فہرست میں تبدیلیوں کا اِمکان ہے۔

۳۔مشرقی بنگال کے ناٹک:

اس کتاب میں ایک مفصل مقدمہ ہوگا، جس میں بتایا جائے گا کہ:

ڈراما، مغربی بنگال سے مشرقی بنگال میں کیوں کر پہنچا؟

وہاں کن کن ڈرامانویسوں نے کون کون سے ڈرامے لکھے؟

کون کون سی کمپنیاں بنیں؟

انہوں نے یہ ڈرامے کیوں کر پیش کیے؟

ان ڈراموں کی خصوصیت کیا تھیں؟

وہاں ڈراما کیوں ختم ہوگیا اور کس طرح مشرقی بنگال کے ڈراموں کو سامنے رکھ کر، بعد میں بمبئ کے ڈرامانویسوں نے ڈرامے لکھے۔ اس کتاب میں مندرجہ ذیل ڈرامانویسوں کی تصانیف تلاش کر کے شامل کی جائیں گی:

۱۔نواب علی بخش کان پوری ۲۔شیخ پیر بخش کان پوری ۳۔حکیم حسن مرزا برق

۴۔ماسٹر احمد حسین وافر ۵۔مرزا دل جان قمر ۶۔نواب احسان اللہ بہادر نواب ڈھاکہ

۷۔حکیم حبیب الرحمٰن شمس الاطباء

۴۔نائک پرشاد طالب بنارسی کے ناٹک:

اس میں ایک مفصل مقدمہ ہوگا کہ طالب نے ڈرامے کو حقیقت پسندانہ رنگ دینے کے لیے کیا کوشش کی اور اُن کے مندرجہ ذیل ڈرامے ہوں گے:

۱۔لیل ونہار ۲۔نگاہِ غفلت ۳۔دلیر دل شیر

۴۔نادان ۵۔راجا گوپی چند ۶۔راجا ہریش چندر

۵۔مہدی حسن احسن کے ناٹک:

اس میں احسن کے حالات زندگی، اُن کے ڈراموں کی خصوصیات اور مندرجہ ذیل ڈرامے ہوں گے:

۱۔چندراولی ۲۔دل فروش ۳۔بھول بھلیاں

۴۔بزم فانی ۵۔خونِ ناحق ۶۔شریف بدمعاش

۷۔ چلتا پرزہ

۶۔ آغا حشر کے ناٹک:

اس میں مفصل مقدمہ اور مندرجہ ذیل اردو ڈرامے ہوں گے:

۱۔ مریدِ شک	۲۔ شہیدِ ناز	۳۔ اسیرِ حرص
۴۔ سفید خون	۵۔ صیدِ ہوس	۶۔ خوابِ ہستی
۷۔ خوب صورت بلا	۸۔ سلور کنگ	۹۔ یہودی کی لڑکی
۱۰۔ ترکی حور	۱۱۔ رستم و سہراب	

۷۔ متفرق مقبول ناٹک:

جن میں مفصل مقدمہ اور مندرجہ ذیل ڈرامے ہوں گے:

۱۔ عباس کا پنجاب میل اور شاہی فرمان	۲۔ مائل کا تیغِ ستم
۳۔ محشر کا خونِ جگر	۴۔ نازاں کا خاکی پتلا اور نورِ وطن
۵۔ رحمت کا دردِ جگر	۶۔ بے تاب کا قتلِ نظیر اور گورکھ دھندا
۷۔ ذائق کا قدرت کا انصاف اور جاں نثار	۸۔ فروغ کا بھولا شکار اور نیاز مانہ'

نوٹ: ممکن ہے اس فہرست میں اور ڈرامے بھی شامل کیے جائیں۔'' (۴)

درج بالا خاکہ کو اس لیے بھی اہمیت حاصل ہے کہ اسی خاکہ کی بنیاد پر امتیاز علی تاج نے مختلف خطوں میں اردو ڈرامے کے ارتقا، روایت اور ڈرامہ نویسوں کے احوال بیان کرنے تھے۔ اس قابلِ قدر تدوینی منصوبے کو عملی جامہ پہنانا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا کیونکہ ڈراموں کی تدوین کے لیے مختلف ایڈیشنز، اصل مسودات، نامعلوم مصنفین کے ڈراموں، مختلف ناشروں کی جانب سے مختلف مصنفوں سے ازسرِنو لکھوائے گیے ڈراموں کی صحیح معلومات تک رسائی حاصل کرنا مقصود تھا۔ اور طرہ یہ کہ مذکورہ تمام معلومات کی فراہمی صرف پاکستان میں رہ کر ممکن نہ تھی۔ وہ ان مشکلات کا ذکر مرتبہ ڈرامے ''خورشید'' کے پیش لفظ میں یوں ذکر کرتے ہیں:

> ''میں نے مجلس کے بورڈ میں ڈرامے شائع کرنے کی تجویز جوش میں آکر پیش تو کر دی تھی لیکن اب اس کام کو عملی طور سے شروع کرنے پر غور کیا تو طرح طرح کی مشکلات نظر آئیں۔ اول تو میرے پاس وہ سب ڈرامے نہیں تھے جو شائع ہونے ضروری تھے۔ جو تھے، اُن میں سے بیشتر کی عبارت غلطیوں سے بھری ہوئی تھی اور متن کی تصحیح کے لیے میرے پاس اُن کے مختلف اڈیشن موجود نہ تھے۔ پھر اکثر ڈراموں پر اُن کے مصنف کا نام بھی درج نہ تھا۔ مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ بعض معروف ڈراموں کو کمپنی کے مالکوں نے مقبول تر بنانے کے لیے مختلف زمانوں میں مختلف

مصنفوں سے از سرِ نو لکھوایا مگر اس کے متعلق صحیح معلومات پاکستان میں بیٹھ کر فراہم کرنا کچھ آسان نہ تھا''۔(۵)

پاکستان میں رہ کر تمام تر درست معلومات حاصل نہ ہونے کی وجہ سے تاج صاحب نے لکھنو، دہلی، کلکتہ اور بمبئی کے کئی مرتبہ سفر کیے۔ اور اس کے علاوہ انہوں نے ان لوگوں سے ڈرامے خریدنے کا بھی سامان کیا، جن کے ذاتی کتب خانوں میں ڈراموں کے مختلف ایڈیشنز موجود تھے۔

''چناں چہ میں چاہتا ہوں کہ جن حضرات کے کتب خانوں میں ڈرامے موجود ہوں، وہ از راہ نوازش، انہیں میرے ہاتھ فروخت کر کے مجھے احسان مند ہونے کا موقع بخشیں ۔۔۔۔ جن حضرات کے پاس لکھنؤ، کان پور، الہ آباد، پٹنہ، ڈھاکہ، آگرہ، بمبئی، حیدرآباد دکن، دہلی، لدھیانہ، امرت سر اور لاہور میں چھپے ہوئے ڈرامے موجود ہوں، وہ ان کی فہرست بنا کر اور اس کے ساتھ اُن کا سنہ طباعت، پبلشر کا نام اور قیمت لکھ کر مجھے بھیج دیں، تاکہ میں دیکھ لوں کہ مجھے اُن کی ضرورت ہے یا نہیں اور اگر ضرورت ہو تو قیمت ادا کر کے، اُن سے خرید لوں''۔(۶)

اس طرح امتیاز علی تاج نے اپنے خاکے سے متعلق بہت سا مواد اکٹھا کر لیا۔ اور اس سلسلے کی پہلی جلد سنہ ۱۹۶۹ء میں منظرِ عام پر آئی۔ اور ابھی تقریباً سات جلدیں ہی مکمل کر پائے تھے کہ اجل نے آپکارا۔ چھ جلدیں جو اٹھارہ ڈراموں پر مشتمل تھیں، ان کی زندگی ہی میں طبع ہو گئیں۔ ساتویں جلد جو در حقیقت ''جلد ہشتم'' تھی، ان کی وفات کے بعد چھپی۔ پروفیسر حمید احمد خان اسی حوالے سے رقمطراز ہیں:

''مجوزہ تیس جلدوں میں سے پہلی چھ جلدیں، جو اٹھارہ ڈراموں پر مشتمل تھیں، مرحوم کی زندگی میں شائع ہو گئیں۔ ایک اور جلد (جلد ہشتم) جس کی ترتیب مرحوم نے مکمل کر دی تھی، ان کی وفات کے بعد چھپی''۔(۷)

وہ تمام ڈرامے، تبصرے، فلیپ وغیرہ جو امتیاز علی تاج نے مرتب کیے تھے، ان کا تفصیلی جائزہ ''سید امتیاز علی تاج کی تمثیل شناسی''، میں ڈاکٹر محمد سلیم ملک نے لیا ہے۔ ان ڈراموں کی مرتب شدہ جلدوں میں تبصرے، ڈراما نویسوں کے حالاتِ زندگی، ڈرامے کی روایت اور ارتقا کے متعلق کئی مضامین شامل ہیں، جو اردو ڈرامے اور ڈرامہ نگاروں کے متعلق اہم معلومات سے پُر ہیں۔ یہاں ان سبھی کا ذکر مقالہ کے موضوعاتی دائرہ کار سے متجاوز ہے، اسی لیے مختصراً یہاں مرتب کی گئی جلدوں کی ترتیب کے ساتھ صرف ڈراموں کا ذکر کرنا مناسب ہوگا، تاکہ تدوین ڈرامہ کی روایت کی ایک واضح تصویر اُبھر سکے۔ امتیاز علی تاج کے مرتب کیے ہوئے ڈراموں کی فہرست درج ذیل ہے:

جلد اول: خورشید (ایدل جی جمشید جی کھوری کا ایک ڈرامہ)

ا: ''سونے کے مول کی خورشید''

جلد دوم: آرام کے ڈرامے (حصہ اول)

۱: نسروان جی مہروان جی خان صاحب آرام ۲: نور جہاں

۳: حاتم طائی ۴: جہانگیر شاہ اور گوہر

جلد سوم: آرام کے ڈرامے (حصہ دوم)

۱: بے نظیر بدر منیر ۲: ہوائی مجلس

۳: لعل و گوہر ۴: گل بہ صنوبر چہ کرد

جلد چہارم: ظریف کے ڈرامے

۱: رنج و راحت یعنی آصف و مہ وش ۲: نیرنگِ عشق عرف گلزار عصمت

۳: انجام سخاوت عرف خدا دوست

جلد پنجم: رونق کے ڈرامے (حصہ اول)

۱: سانحہ دل گیر عرف رانجھا ہیر ۲: عجائبات پرستان عرف بہارستانِ عشق

۳: ظلم عمران روسیا عرف انصاف محمود شاہ

جلد ششم: رونق کے ڈرامے (حصہ دوم)

۱: انجام ستم یا ظلم اظلم، عرف جیسا دو ویسا لو ۲: ظلم مست ناز، عرف خون عاشق جانباز

۳: غرور رعد شاہ، عرف چندا حور خورشید نور

جلد ہشتم: حباب کے ڈرامے

۱: شرر عشق ۲: نیرنگ قاف

۳: نقش سلیمانی ۴: جشن کنور سین

یہ مندرجہ بالا جلدیں امتیاز علی تاج نے مرتب کیں، جن میں کل بائیس ڈرامے شامل ہیں۔اس کے علاوہ انہوں نے کچھ جلدوں کی جزوی ترتیب اور اُن پر جزوی تحشیہ کا کام بھی کر رکھا تھا۔امتیاز علی تاج کی وفات کے بعد ان کے نامکمل کام کے تکمیل کی ذمہ داری مجلس ترقی ادب کے نئے ڈائریکٹر پروفیسر حمید احمد خاں نے پروفیسر سید وقار عظیم کو ان کے ڈرامائی ادب کے شغف کی بنا پر سونپی۔

> ''تاج صاحب کی وفات کے بعد پروفیسر حمید احمد خاں مجلس ترقی ادب کے ڈائرکٹر مقرر ہوئے اور انہوں نے پروفیسر سید وقار عظیم کو تاج صاحب کے نامکمل کام کی تکمیل کے لیے منتخب کیا۔وقار عظیم صاحب کو بھی فن تمثیل اور ڈرامائی ادب سے خاص شغف تھا۔چنانچہ انہوں نے بہت شوق اور

محنت سے کئی مجموعے مرتب کیے''۔(۸)

پروفیسر وقار عظیم، امتیاز علی تاج کے دوست تھے، انہوں نے اپنے مرحوم دوست کے اس عظیم منصوبے کی ذمہ داری ملنے پر اسے دل و جان سے قبول کیا اور اسی خاکے پر مزید کام شروع کر دیا۔ پروفیسر سید وقار عظیم، امتیاز علی تاج کے ادھورے کام کو مکمل کرتے ہوئے صرف پانچ جلدوں کو ہی مرتب کر سکے، جن میں کل چودہ ڈرامے شامل تھے لیکن مزید تدوین کے لیے زندگی نے وفا نہ کی۔ ان پانچ جلدوں میں بھی کچھ جلدوں کی جزوی ترتیب یا جزوی تحشیہ کا کام امتیاز علی تاج کا ہے۔

''ان کے علاوہ اس سلسلے کی جتنی بھی جلدیں شائع ہو رہی ہیں، ان میں صرف چند ابتدائی جلدوں کی جزوی ترتیب یا جزوی تحشیہ سید امتیاز علی تاج مرحوم کر چکے تھے۔۔۔۔ساتویں سے تیسویں جلد تک (بہ استثنائے جلد ہشتم) فراہم شدہ مسودات کی نظر ثانی اور متن سے متعلق تعارف، تحشیے اور تبصرے کا تقریباً پورا کام پروفیسر سید وقار عظیم کی توجہ اور انہماک کا شرمندۂ احسان ہے''۔(۹)

پروفیسر وقار عظیم کے مرتب کیے گئے ڈراموں کی فہرست درج ذیل ہے۔ (ان ڈراموں کی فہرست میں جس کسی ڈرامے پر امتیاز علی تاج نے تبصرہ یا تحشیہ کا کام کیا ہے، اُس ڈرامے کے ساتھ ان کا نام لکھ دیا گیا ہے)

جلد ہفتم: کریم الدین مراد کے ڈرامے

۱: گلستان خاندان ہامان ۲: چتر ابکاوَلی

۳: بادشاہ خداداد

جلد نہم: نامعلوم مصنفین کے ڈرامے (سید امتیاز علی تاج و پروفیسر وقار عظیم)

۱: فتنہ و غانم (تبصرہ از سید امتیاز علی تاج و پروفیسر وقار عظیم) ۲: ظلم وحشی (تبصرہ از سید امتیاز علی تاج)

۳: دورنگی دنیا (تبصرہ از پروفیسر وقار عظیم)

جلد دہم: حافظ عبداللہ کے ڈرامے

۱: علی بابا و چہل قزاق ۲: لیلیٰ مجنوں ۳: شکنتلا

جلد یازدہم: متفرق مصنفین کے ڈرامے

۱: گلروز رینہ از عباس علی ۲: فسانۂ عجائب از نظیر بیگ

جلد سیزدہم: اس جلد میں طالب بنارسی کے تین ڈرامے شامل ہیں:

۱: نگاہِ غفلت ۲: دلیر دل ۳: راجا گوپی چند

پروفیسر وقار عظیم کی وفات کے بعد ڈراموں کی تدوین کا سلسلہ ایک مرتبہ پھر رک گیا۔ مجلس ترقی ادب، لاہور کے نئے ڈائریکٹر احمد ندیم قاسمی نے کلاسیک ڈراموں کی اشاعت کے لیے بہت کوششیں کیں لیکن کچھ مجبوریوں اور خصوصاً بجٹ کی کمی کے باعث یہ کام عرصۂ دراز تک کھٹائی میں پڑا رہا۔ آخر مشاورتی بورڈ کی منظوری کے بعد آغا حشر کاشمیری کے ڈراموں کی اہمیت کے مدِ نظر ان کے ڈراموں کا انتخاب شائع کرنے کا ارادہ بھی کیا گیا۔

> ''آخر کار ندیم صاحب نے مسلسل مساعی کے بعد مشاورتی بورڈ کے اراکین کی منظوری اس مقصد کے لیے حاصل کی کہ متقدمین کے ڈراموں کے مجموعے (جن کی تعداد بہت زیادہ ہے) فی الحال مرتب نہ کرائے جائیں بلکہ متاخرین میں سے چونکہ آغا حشر کاشمیری کو اولیت و اہمیت حاصل ہے اور ان کے ڈرامے ہر لحاظ سے ان کے معاصرین کے مقابلے میں بہتر ہیں، لہٰذا آغا صاحب کے فن اور شخصیت کی تفصیلات کو شامل کر کے، بعد ضروری تصحیح کے یہ ڈرامے پانچ جلدوں میں مرتب کر کے شائع کر دیے جائیں''۔(۱۰)

آغا حشر کاشمیری کے ڈرامے، فن اور شخصیت کو تمام تفصیلات کے ساتھ پانچ جلدوں میں مرتب کرنے کی ذمہ داری عشرت رحمانی کو سونپی گئی۔ ان پانچ جلدوں میں عشرت رحمانی نے آغا حشر کے چودہ ڈرامے مرتب کیے ہیں:

جلد اول:

(جلد اول میں آغا حشر کاشمیری کی سوانح، فن اور ڈراما نگاری پر تجزیہ اور تبصرہ بھی شامل ہے۔ اس جلد میں دو ڈرامے شامل ہیں)

۱: اسیر حرص ۲: ٹھنڈی آگ

جلد دوم:

۱: شہید ناز عرف اچھوتا دامن ۲: صید ہوس ۳: سلور کنگ عرف نیک پروین

جلد سوم:

۱: خوب صورت بلا ۲: خواب ہستی ۳: بلوا منگل عرف سورداس

جلد چہارم:

۱: سفید خون ۲: یہودی کی لڑکی ۳: بن دیوی

جلد پنجم:

۱: آنکھ کا نشہ ۲: ترکی حور ۳: رستم و سہراب

امتیاز علی تاج نے جو اولین خاکہ پیش کیا تھا، درج بالا سبھی جلدیں اسی منزل کی کڑیاں تھیں۔ اور اس خاکہ

پر کام کرنے والوں میں آخری نام عشرت رحمانی کا تھا۔ اس کے بعد مجلس ترقی ادب کے ڈائریکٹر احمد ندیم قاسمی نے رفیع پیرزادہ کے ڈراموں کی تدوین کا کام میرزا ادیب کو سونپا۔ میرزا ادیب نے رفیع پیرزادہ کے ڈراموں کی جو جلد مرتب کی، اس میں رفیع پیر کے ڈراموں پر مفصل مضمون کے ساتھ ایک اور مضمون ''پاکستان میں ڈرامے کا مستقبل'' بھی شامل کیا، جو رفیع پیر نے ۱۹۶۰ء میں تحریر کیا تھا۔ اس جلد میں رفیع پیر کے آٹھ اسٹیج اور ریڈیائی ڈراموں کی تدوین کی گئی جو درج ذیل ہیں:

رفیع پیر کے ڈرامے:

۱: نقاب

۲: موت سے ملاقات

۳: سناٹا

۴: راز و نیاز

۵: دیوانہ بکارِ خویش ہشیار

۶: ساحل

۷: مارِ آستین

۸: نواب صاحب قبلہ

مجلس ترقی ادب کے ماتحت کلاسیک ڈراموں کے حوالے سے اٹھارہ جلدیں شائع ہوئیں جن میں کُل ۵۸ ڈرامے شامل ہیں۔ پاکستان میں ان کلاسیک ڈراموں کی مسلسل اشاعت کا اعزاز صرف مجلس ہی کو حاصل ہے۔(۱۱) کیا ہی اچھا ہو جو ایک مرتبہ پھر مجلس سید امتیاز علی تاج کے بنائے ہوئے خاکے پر مزید کلاسیکی اور پاکستانی اُردو ڈراموں کی تدوین کا قدم اٹھائے۔ اور یہ ذمہ داری ایسے کہنہ مشق افراد کو سونپی جائے جو اس فن سے بخوبی واقف ہوں اور اسے صدق دل سے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی ذمہ داری اٹھا سکیں۔

کلاسیکی ڈراموں کے علاوہ قیام پاکستان کے بعد پیش کیے جانے والے ڈراموں کی اشاعت اور تدوین بھی ناگزیر ہے۔ ضروری تھا کہ مجلس ترقی ادب نے کلاسیک ڈراموں سے جو گرد کسی حد تک صاف کی تھی وہ ۴۷ء کے بعد پاکستانی ڈراموں پر نہ پڑنے دی جاتی، لیکن مجلس کا مقصد پورا نہ ہو سکا۔ جدید ڈراموں اور ڈرامہ نگاروں کے ساتھ ایک مرتبہ پھر وہی ناروا سلوک روا رکھا گیا۔ تقسیم کے بعد پاکستانی ڈرامہ مختلف مدارج طے کرتا رہا۔ بدقسمتی یہ ہے کہ پاکستان کے مختلف شہروں میں مختلف ذرائع پر پیش کردہ ڈراموں میں سے محض کچھ ہی ڈرامے زیورِ طبع سے آراستہ ہو سکے۔ ان میں سٹیج ڈراموں کے حوالے سے علی احمد، میرزا ادیب، امتیاز علی تاج، منٹو، خواجہ معین الدین، بانو

قدسیہ، کمال احمد رضوی، اصغر بٹ، شاہد ندیم کے نام قابل ذکر ہیں جبکہ ٹی وی ڈراموں میں ابصار عبدالعلی، اشفاق احمد، ڈاکٹر انور سجاد، اصغر ندیم سید، امجد اسلام امجد اور یونس جاوید کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان میں سے شایع شدہ پاکستانی اسٹیج ڈرامے اب ناپید ہوتے جا رہے ہیں اور انہیں کوئی ادارہ دوبارہ شایع کرنے کے حق میں بھی نہیں۔ پاکستانی پرائیویٹ ٹی وی چینلز پر پیش کردہ ڈراموں کے سکرپٹس بھی محفوظ نہیں کیے گیے۔ رہا سٹیج ڈراموں کا معاملہ تو الحمرا آرٹ کونسل لاہور میں قیام پاکستان کے بعد پیش کیے گئے ڈراموں کے مسودات موجود ہیں، جن کی تعداد ایک اندازے کے مطابق آج تقریباً ساڑھے چھ سو کے قریب ہے (ان میں کچھ مسودات اصل صورت میں اور کچھ نقل ہیں)۔ تعجب انگیز بات یہ ہے کہ آج سے تقریباً آٹھ سال قبل الحمرا میں ان غیر مطبوعہ سکرپٹس کی تعداد تقریباً گیارہ سو کے قریب تھی۔ سوال یہ ہے کہ جو سکرپٹس ناپید ہو گئے وہ کہاں گیے؟ نہ تو اُن ڈراموں کی تدوین کی گئی، نہ ہی طبع کیا گیا اور ستم ظریفی یہ کہ نہ ہی انہیں محفوظ رکھا گیا۔

کسی زمانے میں الحمرا ہال میں جو کھیل پیش کیے جاتے ان کی ایک کاپی الحمرا لائبریری میں بھی محفوظ کی جاتی، دوسری پنجاب آرٹ کونسل اور تیسری سیکریٹریٹ بھیجی جاتی۔ دورانِ تحقیق پنجاب آرٹ کونسل میں سنہ ۲۰۱۵ء، ۲۰۱۶ء اور ۲۰۱۷ء کے ڈراموں کے ٹائپ شدہ مسودات بھی دیکھنے کا موقع ملا۔ پنجاب آرٹ کونسل کے سٹور روم کی الماریوں سے کھوج کے بعد ڈراموں کے صرف اٹھارہ مسودات ہی دستیاب ہو سکے۔ استفسار کے بعد معلوم ہوا کہ تعمیراتی کام کے دوران پانی پڑنے کی وجہ سے پرانے مسودات کو ٹھکانے لگا دیا گیا۔ اب یہی اٹھارہ مسودات باقی بچے ہیں جو نا معلوم آج ایک سال گزر جانے کے بعد اس وقت محفوظ بھی ہیں یا نہیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ کھیل اپنے پلاٹ اور کہانی کے اعتبار سے اہم بھی ہیں اور غیر اہم بھی۔ اہم اس وجہ سے کہ ان کھیلوں کے مطالعے سے موجودہ ڈرامے کی تباہی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور غیر اہم اس لیے کہ ڈرامے کی مثبت پیش رفت میں ان نام نہاد ڈراموں کا نہ تو کوئی حصہ ہے اور نہ ہی کوئی کردار۔

سیکریٹریٹ کی آرکائیو میں بھی ڈراموں کے سکرپٹس موجود نہیں اور اگر ہیں تو انہیں تلاش کرنا ناممکن ہے کیونکہ وہاں ایسی کوئی دستاویز موجود نہیں جس سے ڈراموں کا کھوج لگایا جا سکے۔ ڈرامے کا سنسر بورڈ بھی نہیں بس اتنا معلوم ہوا کہ سنسر بورڈ پہلے وفاق کے ماتحت کام کرتا تھا پھر صوبے کے، اور اب اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ پرانے ریکارڈ کی تین مرتبہ نیلامی بھی ہو چکی۔ تفصیل کا کسی دستاویز میں ذکر نہیں کہ ریکارڈ کی نوعیت کیا تھی وہ فلموں، ڈراموں، کتابوں یا کسی اور صورت میں تھی؟ ڈی جی پی آر کے ماتحت پریس برانچ، بک سیکشن اور فلم سیکشن میں کام کرنے والوں سے بھی خاطر خواہ معلومات نہیں مل سکیں۔

الحمرا آرٹ کونسل لاہور اور پنجاب آرٹ کونسل میں موجود مسودات پر توجہ کی اشد ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں یونیورسٹیوں اور اربابِ حل و عقد سے توجہ کی درخواست ہے تاکہ ان ڈراموں کی بروقت تدوین کر کے انہیں اگلی نسل تک منتقل کیا جا سکے۔ جب تک یہ ورثہ محفوظ نہیں ہوگا، نہ تو ناقدینِ فن و ادب ہماری تہذیبی، ثقافتی، فنی، ادبی اور

معاشرتی قدروں کا تعین کر سکیں گے اور نہ ہی اس دور کے ڈرامہ نگاروں اور ڈراموں کے متعلق کوئی مستند رائے قائم کر سکیں گے۔ ابھی چند ایسے ڈرامہ نگار اور اداکار بقید حیات ہیں جن سے معلومات کے علاوہ اُن کے تحریر کردہ ڈراموں کے مسودات حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ ان کھیلوں کو تدوین کے مراحل سے گزار کر طبع کرنا ضروری ہے۔ الحمرا میں جو ڈرامے دستبرد زمانہ سے بچ گئے ہیں ان کی تدوین و اشاعت بہت ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ ان مسودات میں سے تمام زیورِ طباعت سے آراستہ ہونے کے حقدار نہ ہوں لیکن پھر بھی ایسے مسودات جو اہم ہیں انہیں تدوینی مراحل میں سے گزار کر طبع کرنا بہت ضروری ہے۔ اطہر شاہ خان، افتخار حیدر، شعیب ہاشمی، سلیم چشتی، سی ایم منیر، شوکت زین العابدین اور ڈاکٹر انور سجاد کے ڈرامے الحمرا کی لائبریری میں پڑے تدوین و اشاعت کے منتظر ہیں۔ ان کے علاوہ کئی غیر اہم ڈرامہ نگاروں کے ڈرامے بھی الحمرا کی لائبریری میں موجود ہیں۔ ان میں سے سب نہ سہی لیکن کچھ تو معیاری ڈرامے ہونگے، لہٰذا اُن کی حفاظت بھی ہمارا اولین ادبی فریضہ ہے۔ اس سرمائے کو محفوظ کرنے کے لیے چند گزارشات ذیل میں درج ہیں:

۱: حکومت وقت سنجیدگی سے اس سرمائے کی حفاظت پر غور کرے۔ اس سلسلے میں حکومتی کمیٹیاں تشکیل دی جائیں اور تدوین ڈرامہ کے لیے معقول رقم بھی مختص کی جائے۔

۲: جامعات پی ایچ ڈی، ایم۔فل کی سطح پر تحقیق کرنے والے طالب علموں کو تدوین کی جانب مائل کریں۔

۳: تعلیمی اداروں میں اب تک اس صنف ادب کی اہمیت کو اجاگر نہیں کیا گیا۔ اساتذہ طلبا کو ڈرامے کی ادبی حیثیت سے روشناس کروا کر تدوین کی جانب مائل کریں۔

۴: اشاعتی ادارے اس سلسلے میں اگر اپنی قومی ذمہ داری کا احساس کر کے ڈراموں کی اشاعت کا بیڑا اٹھا لیں تو برا نہیں۔

۵: مجلس کے مقاصد میں کلاسیک ادب کی اشاعت شامل ہے۔ لیکن اگر مجلس ترقی ادب، الحمرا کے سکرپٹس کو پرکھ کر اُن میں سے بہتر سکرپٹس کی تدوین و اشاعت کی ذمہ داری قبول کرے تو صورتحال بہتر ہو سکتی ہے۔

تدوین متن عرق ریزی اور مشقت طلب کام ہے۔ اس میں ذاتی دلچسپی، ذہنی بالیدگی، فنی پختگی، لسانی مہارت، تاریخی شعور، مالی معاونت، وسعت نظری، جسمانی صحت اور مضبوط اعصاب سبھی کو دخل ہے۔ اس لیے جامعات اور حکومتی اداروں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ڈرامے کی تحقیق و تدوین کے لیے محققین اور مدونین کو سازگار فضا مہیا کریں اور یہی نہیں بلکہ اس کام کے لیے ایسے کہنہ مشق افراد کو تدوین کی ذمہ داری سونپی جائے جو اس معیار پر پورا اترتے ہوں۔ تاکہ فن کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس ادبی اور قومی فریضہ کو بطریق احسن انجام دیا جاسکے۔

حوالہ جات:

۱۔ محمد سلیم ملک، ڈاکٹر،''سید امتیاز علی تاج کی تمثیل شناسی''، لاہور: مجلس ترقی ادب، ستمبر ۲۰۱۰ء، ص نمبر ۳۱۳

۲۔ ایضاً، ص نمبر ۳۱۱

۳۔ ایضاً، ص نمبر ۳۱۲

۴۔ ایضاً، ص نمبر: ۳۱۵ تا ۳۱۹

۵۔ تاج، سید امتیاز علی، مرتبہ: ''خورشید''، طبع اول، لاہور: مجلس ترقی ادب، نومبر ۱۹۶۹ء، ص نمبر ۲

۶۔ ''سید امتیاز علی تاج کی تمثیل شناسی''، ص نمبر ۳۲۲ تا ۳۲۳

۷۔ تاج، سید امتیاز علی، مرتبہ: ''طالب بنارسی کے ڈرامے''(تعارف)، لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع اول، جون ۱۹۷۵ء، ص ن

۸۔ عشرت رحمانی، مرتبہ،''آغا حشر کے ڈرامے''، طبع اول، لاہور: مجلس ترقی ادب، جون ۱۹۸۷ء، ص نمبر ۵

۹۔ تاج، سید امتیاز علی، مرتبہ: ''طالب بنارسی کے ڈرامے''(تعارف)، لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع اول، جون ۱۹۷۵ء، ص ن

۱۰۔ عشرت رحمانی، مرتبہ،''آغا حشر کے ڈرامے''، طبع اول، لاہور: مجلس ترقی ادب، جون ۱۹۸۷ء، ص نمبر ۶

۱۱۔ پاکستان میں ڈرامے کی تدوین کا سہرا مجلس ترقی ادب، لاہور کے سر سجتا ہے لیکن مجلس کے علاوہ آئینہ ادب لاہور نے بھی آغا حشر کے ڈرامے شائع کیے۔

مآخذ:

۱۔ تاج، سید امتیاز علی، مرتبہ: ''طالب بنارسی کے ڈرامے''(تعارف)، لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع اول، جون ۱۹۷۵ء

۲۔ محمد سلیم ملک، ڈاکٹر،''سید امتیاز علی تاج کی تمثیل شناسی''، لاہور: مجلس ترقی ادب، ستمبر ۲۰۱۰ء،

۳۔ تاج، سید امتیاز علی، مرتبہ: ''خورشید''، طبع اول، لاہور: مجلس ترقی ادب، نومبر ۱۹۶۹ء،

۴۔ عشرت رحمانی، مرتبہ،''آغا حشر کے ڈرامے''، طبع اول، لاہور: مجلس ترقی ادب، جون ۱۹۸۷ء